International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.1 (2024)
(January-March)

عارف منصور کی شعری و نثری جہات

Farkhanda Jabeen
MPhil Scholar (Urdu), NCBA & E, Sub Campus, Multan
Saira Afzal
MPhil Scholar (Urdu), NCBA & E, Sub Campus, Multan
Dr. Rafia Malik
Professor, Department of Urdu, NCBA & E, Sub campus, Multan

Abstract:
Arif Mansoor was one of the great personality and Urdu poet of Multan. Arif Mansoor is famous Urdu writer his real name was Tanveer Arif khan. In his student life he uses Arif Anjum in poetry. He was born in 23 July 1950 but in his documents his date of birth 12 November 1950 mention. He writes many Naat, Hamd and Robiyat. A large part of his poetry...in religious poetry. He points out every problem of human beings and try to solve their problems. He impresses everyone his poetry. He life is a great model. He teaches patience, courage and spend religious life. He was dead 7 February 2016.Arif Mansoor was dead but his poetry is a great light to Urdu writer.

Keyword: Arif Mansoor, famous poet.

عارف منصور کا اصل نام تنویر عارف خان ہے۔ زمانہ طالب علمی میں تنویر عارف انجم کے نام سے شعر کہتے اور تخلص انجم لکھتے۔اس کے بعد منصور ملتانی اور 2006ء میں عارف منصور کے نام سے شعری دنیا میں مشہور ہوئے اور تخلص منصور استعمال کیا۔عارف منصور کی تاریخ پیدائش 23جولائی 1950ء ہے۔ جبکہ کاغذات سرکاری میں 12نومبر 1950ء ہے۔ شاعری کی ابتداء سکول کے آخری سال یعنی 1964ء میں ہوئی۔ شاعری میں آپ کی حوصلہ افزائی آپ کی والدہ بخت بلند خاتون نے کی جو بہت اعلیٰ ذوق سخن رکھتی تھیں۔عارف منصور کے مطابق گھر میں کلام اقبال اور شاہنامہ اسلام موجود تھے اور والدہ مجھے خوبصورت آہنگ میں پڑھ کر سنایا کرتی تھیں۔اسی پس منظر میں میرے اندر کے آہنگ میں ارتقاء ہوا اور میں باقاعدہ مصرے اور پھر اشعار کہنے لگا۔1965ء گورنمنٹ انٹر صادق ایجرٹن کالج بہاولپور میں سال اول کے طالب علم کی حیثیت سے "جشن روہی" کے مشاعرے میں شرکت کا موقع ملا۔آپ کی مختلف شعراء سے مشاعروں میں ملاقات بھی ہوتی رہی جن میں تابش دہلوی، جناب محشر بدایوانی، ڈاکٹر قیس منائی، جناب جون ایلیا، جناب ضیاءالحق قاسمی، جناب محسن بھوپالی، جناب راغب مراد ابادی۔1989ء میں پہلا مجموعہ کلام "سورج زمین پر" کے عنوان سے شائع ہوا۔

1996ء میں دبستان وارشیہ کے مشاعروں میں شرکت کی۔1998ء میں قطعات کا مجموعہ "مرسل و مرسل" کے نام سے شائع ہوا۔

2001ء میں ملتان تقرری کے دوران مناجات کا کتابچہ شائع کیا۔

عارف منصور نے اپنے ماموں زاد بھائی جناب مظہر کلیم ایم اے کے ساتھ مل کر جاسوسی ناول لکھنے شروع کیے ناولوں کے نام درج ذیل ہیں۔

ڈاکٹر سگنات، میجر ڈریک، سپائلڈ پرنس کام غیر ادبی ہونے کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا ان کی نفیس طبع نے اسے قبول نہ کیا اور دوبارہ شاعری کی طرف اپنا قبلہ موڑ لیا۔

پہلا مجموعہ غزلیات

"سورج زمین پر "1989ء حم اکیڈمی کراچی۔

حمدیہ نعتیہ قطعات کا مجموعہ "مرسل و مرسل "1998ء ڈائیلاگ پبلشرز کراچی۔

قرانی دعائے منظوم کتابچہ

"مناجات منصور" 2001ء ملتان سے 1996ء تاحال دبستان وارثیہ کے تحت شائع ہونے والے مدرجہ ذیل مجموعوں میں ہر جلد میں دس سے پندرہ نعتیں شامل ہیں۔

1. جلوہ حیات راستہ

2. آب وتاب ورنگ ونور

3. مہکا مہکا حرف حرف

4. جمال اندر جمال

5. روشن کلیاں جھلمل کوچے

6. کرم عطاء شرف نصیب

7. رفعتیں

8. منزل آگہی

10 تجلیاں

11. آپ سراپا نور

12. کیف آفرین تابانیاں

13. شگفتہ ہی شگفتہ

14. سرمایہ روحانیت

15. مقدس نکہتیں

16. شعور بے کراں

17. خزینہ الہام

18. نورانی حقیقت

19. شب وروز لطف وکرم

20. گلشن جودوکرم

اس کے علاوہ اسی عرصے میں شائع ہونے والے چار حمدیہ مجموعوں میں تقریباً ایک صد سے زیادہ حمدیں شائع ہوئیں۔ مجموعے درج ذیل ہیں

1 مالک ارض وسما۔

2. رب خیر البشر۔

3. قادر قیوم ذات۔

4. عرفان رب کائنات۔

اس کے علاوہ کتاب سلسلہ "رنگ ادب" کے 2009ء کے شمارے میں تقریباً 30 حمدیں شائع ہوئیں اور اسی کتابیں سلسلہ کی ادارت بھی دو سال تک کی اور اس کا نام عالمی "رنگ ادب" رکھا۔ کتابی سلسلہ "نعت رنگ" کراچی شمارہ نمبر 3 سے نمبر 20 تک مختلف مضامین اور نعت شائع ہوئیں۔

روزنامہ "جنگ" اور "نوائے وقت" کراچی کے علاوہ جماعت اسلامی کے اخبار کے ادبی ایڈیشنوں میں غزلیں مضمون اور نعتیں شائع ہوتی رہیں۔

روزنامہ "نوائے وقت" ملتان میں منظوم سیرت پر نظمیں ہفتہ وار 2001ء اور 2002ء کے زمانے میں شائع ہوئیں۔

"سفیر اردو" کراچی، لندن، "پرواز" لندن، "منظر" ملتان "ادب عالیہ" وہاڑی "تخلیق" لاہور جیسے ادبی رسائل بھی میں بھی لکھتے رہے۔ آپ نے پاکستان ٹیلی ویژن پشاور کے لیے ہندکو نغمے بھی تحریر کیے۔ ریڈیو پاکستان ملتان کے پنجابی پروگرام "جمہوری آواز" میں تقریباً ایک سال بطور منصور ملتانی کے صداکاری کی۔ سرائکی میں نغمے بھی لکھے جو ریڈیو سے نشر ہوتے رہے۔ آزاد کشمیر ریڈیو "تراڑ کھل" سے جو 1947ء سے آج تک نشریات کر رہا ہے کے مشہور زمانہ پروگرام "میرے وطن" میں بطور منصور میر صداکاری کی۔ اس پروگرام میں "میر صاحب" کردار مشہور تھا اس کی وفات کے بعد منصور کو بطور منصور منتخب کیا گیا۔ عارف منصور کے زیر ترتیب مجموعے مندرجہ ذیل ہیں۔

1. "چشم خوش گماں" غزل اور نظم

2. "حمدیہ مجموعہ"

3. "سید البشر" سانٹس میں منظوم حیات نبوی مع نثر۔

4. دو عدد نعت کے مجموعے۔

5. "خواب زدہ رت جگے" شیکسپیئر کے سوسانٹس کا منظوم ترجمہ۔

6. اعتکاف تقریظی مضامین کا مجموعہ۔

7. سرائیکی اشعار کا مجموعہ۔

8. سرائیکی افسانوں کا مجموعہ۔

عارف منصور 7 فروری 2016ء بروز اتوار صبح چار بج کر 45 منٹ پر ان کی روح جسد خاکی سے پرواز کر گئی اور وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

عارف منصور کی شاعری میں بھی ایک ایسا اچھوتا اسلوب نظر آتا ہے کہ ان کے کلام کا تھوڑا سا نمونہ پڑھنے کے بعد قاری کے ذہن میں ایک اسلوب نمایاں ہوتا ہے جو عارف منصور کو دوسرے شعراء سے ممتاز کرتا ہے۔ انہوں نے مقتل سردار، فراز دار، شجر، گھر، بارش، کچا مکان، پرندوں، آسمان، دشت وغیرہ کا ذکر عام کیا ہے۔ ان کی لفاظی ایسی ہے کہ اسے دیکھ کر منصور کے اسلوب کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

اسلوب کے بارے میں عابد علی عابد لکھتے ہیں۔

"اسلوب سے مراد کسی لکھنے والے کی وہ انفرادی طرزِ نگارش ہے جس کی بنا پر وہ دوسرے لکھنے والوں سے ممیز ہو جاتا ہے۔"(1)

عارف منصور کی شاعری و اسلوب کا جائزہ لینے کے لیے ہم علم بیان و بدیع اور مختلف صنعتوں سے ان کی غزل کے معیار کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ عارف منصور کی تشبیہات بھی بوجھل نہیں بلکہ لطافت اور حسن و تازگی پیدا کرتی ہیں۔

سید عابد علی عابد "البیان" میں لکھتے ہیں۔

"اصل چیز تشبیہ میں یہ ہے کہ وہ اپنے عہدے سے بھر آئے اپنا منصب پورا کرے اپنا فریضہ ادا کرے معروف سے مجہول کی طرف جانے جائے۔"

عارف منصور کی غزلیات میں استعارات کی چاشنی زیادہ ہے۔ تشبیہ کی طرح ان کو الفاظ ادھارے لے کر برتنے کا ملکہ زیادہ ہے۔ استعارہ مجازی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ استعارے کے حقیقی اور مجازی معنوں میں تعلق پایا جاتا ہے عارف منصور کا پہلا مجموعہ "سورج زمین پر" بھی اپنے نام کے حوالے سے ہی استعارہ ہے۔

شاداب احسانی اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"سورج زمین پر اپنے معنوی حوالے اور عہدیت کے تناظر، وجود باری تعالی کے انسانی شہ رگ سے قریب ہونے بے مثل استعارہ ہے اس کا استعاراتی فضا میں روح اور جسم کا اتصال داخلی اور خارجی سرحدوں کا ترجمان ہے۔ تنویر عارف خان اس پر منصور کا لاحقہ۔ سورج کی زینت اور اس پر متزاد ملتانیت "(2)

عارف منصور نے غزل پر بہت کام کیا۔ اردو غزل میں ایک قدیم روایت ہے کہ ہر شاعر غزل کے آخری شعر میں تخلص استعمال کرتا ہے بلکہ اسی طرح عارف منصور نے بھی اپنی تمام غزلوں میں تخلص استعمال کیا۔ یہ ایک قدرتی عمل ہے کہ ہر فنکار اپنے فن پارے کو بڑی کانٹ چھانٹ سے پیش کرتا ہے۔ کبھی کبھی تو شعراء حضرات اپنے منہ میاں مٹھو بن کر شاعرانہ تعلّی کی زد میں آجاتے ہیں اور کبھی صرف اپنے نام کی پہچان بنتے ہیں۔

عارف منصور نے بھی اس کام کو بخوبی سرانجام دیاان کے قطعے "منصور" کا تخلص لیے منصور حلاج کی یاد تازہ کرتے ہیں اور اسی متحرک روح میں سما کر اپنی ذات کی پختگی اور تکمیل چاہتے ہیں۔

عاصی کرنالی کی رائے دیکھیں!

"منصور ان کا تخلص ہی نہیں ان کا تشخیص بھی ہے ان کی صفت بھی ہے ان کی ذات بھی ہے اس لفظ کی معنویت ان میں جذبہ اور وہ اس لفظ کے اطلاقات میں تخیل ہو گئے ہیں۔ حق گوئی، جرات، اظہار بے خوفی بے باکی اور جبر سے ٹکرانے کا منہ زور جذبہ سرداز پہنچ کر جزب مستی کے عالم میں نعرہ انا الحق بلند کرنے کا عزم اور اخر کار جبر سے متضادم ہو کر فتح مند ہونے کی عظمت ان کی شاعری کا الاصول بھی ہے اور منشور بھی۔"(3)

عارف منصور اگرچہ غزل کو شاعر تھے۔ لیکن ان کا اصل رجحان اسلامی شاعری رہاان کی غزلیات رباعیات اور قطعات میں اسلامی اور مذہبی شہری کی جھلک نظر آتی ہے۔ نعت کے موضوعات میں بھی انہوں نے بہت وسعت پیدا کر دی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ہر اس نسبت کو موضوع بنایا جو نعت گو شعراء کے سامنے وارد ہوئی۔ عارف منصور کی نعت میں مختلف موضوعات کا ذکر ملتا ہے۔ عارف منصور نے مواجہ پاک پر بھی اشعار کہے ہیں نمونہ کلام سامنے ہے۔

؎ دیکھے کی مواجہ پر نظر کیسے بھلا کچھ
اتنی ہے وہاں انجمن آرائی درخشاں (4)

؎ جب تک بجائے اشک نہ آنکھوں میں ہوں گلاب
ہو گی بھلا مواجہ پہ کیسے عیاں مراد (5)

؎ جب مواجہ پاک پالے سامنے
کیسے دل خود کو سنبھالے سامنے (6)

؎ سمجھ لینا مواجہ تک رسائی ہو رہی ہے
اگر کرنے لگے سجدے دل بیتاب پیہم (7)

؎ کیا ہوئیں سرکار کی چوکھٹ سے مس آنکھیں مری
مجھ سے اب کرتی ہیں اکثر گفتگو تابانیاں (8)

؎ جس میں کرلے آرزوئے شہر نورانی قیام
ایسے دل میں کیا کرے گی کوئی نادانی قیام (9)

عارف منصور کی غزل میں آفاقیت پائی جاتی ہے وہ شمع و پروانے اور گل و بلبل کا ذکر نہیں کرتے بلکہ زندگی کی تلخ حقیقتوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ان کی شاعری کا حاصل یہی ہے۔شاعری جو کہ نثر کی نسبت زیادہ جذبات وہ احساسات پر اثرانداز ہوتی ہے۔اس کا مقصد انسانی عظمت کا بیاں اور عزت نفس کا لحاظ رکھنا ہے۔منصور کی شاعری اپنی انانیت کے لحاظ سے دوسرے شعراء میں ایک منفرد مقام مقام عطا کرتی ہیں۔

عاصی کرنالی کی رائے دیکھیے۔

"منصور کو انا اس لیے عزیز ہے کہ وہ اپنی اور انسانیت کی تقدیر سازی اور تعمیر کا عزم رکھتے ہیں اور ذات پرستی سے گریز اس لیے ہے کہ یہ پرستش ذات جھوٹ اور منافقت جیسی منفی اقتدار کی صورت گرہے جو بہر حال کار تعمیر میں مزاحمت کرتی ہے چنانچہ مثبت انا اور ذات کا متوازن احساس بظاہر ہر تضاد کو رفع کرتا ہے۔"(10)

عارف منصور نے چند عظیم ہستیوں سے متاثر ہو کر اپنے اندر حقیقی اور تصوف کی آگ کا الاؤ روشن کرتے ہوئے نہ صرف اپنی ذات کو شعور بخشا ہے بلکہ ادبی دنیا میں اس روایت کو آگے بڑھانے کی کامیاب کوشش بھی کی ہے۔وہ سرمد، شمس تبریز اور حسین بن منصور حلاج سے بہت متاثر تھے۔ان ہستیوں سے ایثار، قربانی، حق گوئی، بے باکی کے جو واقعات منسوب ہیں۔ان کو جذبے اور اخلاص سے پیش کرنے میں بڑا فنکاری کا مظاہرہ کیا ہے۔وہ بات کو بیان کرتے وقت ارد گرد کے حالات کو تخلیقی انداز سے سوچتے ہیں۔

سحر انصاری کا ان کے بارے میں یہ بیان دیکھیں۔

"منصور ملتانی گردوپیش کی زندگی پر تخلیقی انداز میں توجہ دیتے ہیں اور ذاتی رشتوں سے لے کر آفاقی صداقتوں تک پھیلے ہوئے محسوسات کو اپنی شاعری کا حصہ بناتے ہیں۔"(11)

عارف منصور نے دبستان وارثیہ کے تحت ہونے والے مشاعروں میں دی گئی ردیف پر نعت لکھنے میں بھی ایک خاص مقام حاصل کیا ہے۔قطعات پر مشتمل ان کی کتاب "مرسل و مرسل" میں حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے باکمال نمونے ملتے ہیں۔ان کی تمام شاعری عشق و محبت پر مبنی ہے۔وہ عشق صرف مجاز سے نہیں رکھتے بلکہ حقیقت ان پر آشکار ہے ان کے غیر مطبوعہ حمدیہ کلام سے ان کا فن دیکھیں۔

"کب ناقہ آہو کی خوشبو یا مشک ختن مہکا مہکا
میرے مشام جاں کا بھرم یہ حمد کا فن مہکا مہکا
تیرا نام نہ لیں تو کوہِ من آثار قدیمہ ہو جائیں
ترے ذکر کے باعث لگتا ہے ہر شہر کہ بن مہکا مہکا'(12)

عارف منصور کا ادب وفنون سے تعلق پرانا تھا۔وہ آخری زندگی بھی ادب کے نام کر گئے۔مشاعروں میں شرکت کرنا ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا ان کی تمام زندگی سرکاری ملازمت میں گزری لیکن ادب پر بھی انہوں نے پوری توجہ دی۔دوسرے ممالک کا سفر ان کی انگریزی ادب میں دلچسپی کا بحث بنا۔

"خواب زدہ رت جگے" کے نام سے انہوں نے شیکسپیئر کے سانٹس کا ترجمہ کر کے اپنے آپ کو اعلیٰ شہرت یافتہ شعراء کی صف میں لا کھڑا کیا۔منظوم ترجمہ کرنا اور پھر سانٹس کا ایک بہت ہی مشکل کام ہے وہ اس میں مکمل طور پر کامیاب نظر آتے ہیں۔منصور نے شکسپیئر کے سانٹس کے منظوم تراجم کیے ہیں۔وہ اکثر و بیشتر اصل کی طرح تک پہنچ جاتے۔وہ کہتے ہیں الفاظ کا ترجمہ صرف لغوی نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس سے وہاں کی ثقافتی اور گرائمر کی فضا کے ساتھ ساتھ اسلوب کا دل فریب نظارہ بھی دینا چاہیے عارف منصور اس کام میں کامیاب نظر آتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد علی صدیقی عارف منصور کی غیر مطبوعہ کتاب "خواب زدہ رت جگے" کا خیر مقدم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حیرت یہ کہ یہ کام انگریزوں کے راج میں بھی نہ ہو سکا۔ بلکہ ٹھیک ہے آزادی کے بعد انگریزی زبان کی ترویج اور دلعزیزی میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اب بھی انگریزی ادب سے دلچسپی رکھنے والے قارئین ادب کی تعداد خاصی قلیل ہے یہ انگریزی بول چال کا زمانہ ہے انگریزی ادب سے خطاندوزی چیزیں چیز دگر ہے۔ چلئے یوں ہی سہی شکسپیئر کے ذہن تک رسائی بذات خود ایک خوش آئند کام ہے اور اس مجموعے میں یہ کام بہ طریق احسن انجام پایا۔"(13)

عارف منصور کا مختلف مشاعروں میں کلام پڑھنا اور ان کے جن شعراء سے روابط پیدا ہوئے ان میں تابش دہلوی، محشر بدایوانی، قیس مینائی، محسن بھوپالی، راغب مراد آبادی اور جون ایلیا شامل ہیں۔

ان شعراء سے روابط سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک اعلی پائے کے شاعر تھے ان کی شاعری اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ وہ قومی اور ملی درد رکھنے والے اساس قسم کے شاعر تھے۔ وہ قوم و ملت کے درد کو اپنا درد سمجھتے تھے۔ انہوں نے ٹیلی ویژن کے لیے بھی ہند کو نغمے لکھے۔ ریڈیو پروگرام کی صداکاری، ادب رسالوں میں لکھنا جنگ اور نوائے وقت جیسے اخبارات کے ادبی ایڈیشنوں میں غزلیں مضمون اور نعتیں شائع ہونا ان کی قادر کلامی اور ادب سے دلی اور گہری وابستگی کا ثبوت ہے۔ یہی وابستگی کسی شاعر کو ادب میں اعلی مقام عطا کرنے میں کافی ہوتی ہے۔

شاداب احسانی کی رائے دیکھ لیں۔

"منصور ملتانی کی شاعری کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ اس کی شاعری اس کے اجتماعی احساس کی ترجمان ہے وہ تنہا اپنے لیے نہیں بلکہ اجتماع کے لیے سوچتا ہے۔ اس کا احساس اجتماعیت سے عبارت ہے۔ نیز اس کا اپنا سٹائل ہے اس کی شاعری کے موضوعات وصل و ہجر اور قصہ بلبل سے ہٹ کر زندگی کی حقیقی تصویر کھینچتے ہیں ان کی حقیقی تصاویر میں ان کے شب و روز کی عملی زندگی کو بڑا دخل ہے کیونکہ وہ ایک عمل پسند انسان ہے۔"(14)

عارف منصور کا علمی وادبی میں مقام منفرد اہمیت کا حامل ہے ان کی شاعری میں عملی زندگی کا بہت چرچہ ہے انہوں نے زبانی طور پر شعر نہیں کہے بلکہ وہ خود عمل بھی کرتے تھے۔ جیسا کہ سیرت النبی پر لکھی گئی رباعیت وغیرہ وہ جو عمل خود کرتے دوسروں سے بھی اسی کی امید رکھتے تھے۔ انہوں نے ہمیشہ لوگوں کو اصلاح کا درس دیا ہے۔ لیکن ان کی تبلیغ میں ادبی چاشنی ہے وہ ایک خشک ملاں کی طرح نہیں بلکہ ایک ہمدرد اور پروقار انسان کے روپ میں اپنی شاعری میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ عارف منصور کی غزلیات میں دونوں قسم کے مفہوم پائے جاتے ہیں انہوں نے تصوف کی خشکی کو تغزل کی چاشنی سے رنگین بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ وہ ایک منجھے ہوئے شاعر کی طرح ہیں ان کی شاعری لفظ لزتیت اور فحش موضوع سے دور ہے۔ انہوں نے تصوف پر شاعری کی۔ انہوں نے غزل، رباعی اور قطعات کے ساتھ ساتھ حمد و نعت میں بھی اشعار کہے اور حضرت محمد کی سیرت کو "سید البشر" کے نام سے نظم کر کے ادب میں ایک منفرد اور اعلی مقام حاصل کیا وہ اپنی لگن اور ذوق کے حوالے سے اس کے حقدار بھی نظر آتے ہیں۔ ان کا اسلوب بھی الگ ہے ان کی شاعری انسانی عظمت کی علمبردار ہے۔ وہ انسان کو حقیقت سے آگاہ کرتا ہے اور اس کا اصل مقام دلوانے میں مصروف نظر آتا ہے۔

ان کی شاعری ایک ہمدرد اور غمگسار کی شاعری ہے کیونکہ وہ غربت کو بھی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ معاشرے کے بچوں میں تعلیم اور لگن کی کرن پیدا کرنے کے لیے انہیں ہاتھ میں مزدوری کے اوزاروں سے چھٹکارا دینا چاہتے ہیں ماں کے ہاتھوں مجبور لوگ ان کی توجہ کا مرکز ہیں اور سب سے بڑھ کر اس معاشی تنگ دستی سے ہونے والی خرابیوں اور غربت کی بیٹیوں کے سر سے گرتی نہیں بلکہ اترتی ہوئی چادر کے محافظ بن کر لوگوں میں شعور اور محبت انسان کا درس دیتے ہیں اور وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اس کام میں بہت سی غریب جانوں کی قربانی دینا ہو گی۔

وہ انقلاب کے بارے میں یوں لکھتے ہیں۔

؎ سستا بہت ہی بکتا ہے انسانوں کا لہو

جب انقلاب کوئی بھی اتا ہے دہر میں (15)

عارف منصور نے بھی روایت کا دامن تھامے ہوئے اپنے اشعار میں دوسرے شعرا کی طرح گردشِ ایام کا ذکر کیا۔ عارف منصور کی شاعری چونکہ حقیقت کی شاعری ہے اس لیے اس میں زندگی کی بے ثباتی کا ذکر منفرد انداز سے ملتا ہے۔ وہ زندگی کے بارے میں ایک توانا اور جہت مسلسل کا نظریہ رکھتے ہیں۔ ان کی شاعری میں زندگی کے لیے محبت بھی ہے کیونکہ وہ جس طرح عملی زندگی گزارتے ہیں اور مسلسل جدوجہد میں رہتے ہیں زندگی کے لیے محبت کا پیغام ہے وہ انسان کو اس کے حقیقی مقام سے واقف کرواتے ہیں اور جہد مسلسل سے وہ اس سب کچھ حاصل کرنے کے متمنی ہیں جو کم ظرف اور عاجل لوگوں کے لیے ناممکن ہو یہی ان کی شاعری کا اصل حاصل ہے۔

حوالہ جات

1-عابد علی عابد، سید، اسلوب، لاہور مجلس ترقی ادب، طبع دوم 1996ء ص 41

2-شاداب احسانی، ایک قدم اختیار سے باہر، سورج زمین پر، کراچی، حم اکیڈمی، 1989 ص 5

3-عاصی کرنالی، فلیپ، سورج زمین پر، کراچی، حم اکیڈمی 1989ء

4-قمر وارثی مرتب شگفتہ ہی شگفتہ، کراچی، دبستان وارثیہ 2008ء ص 21

5-قمر وارثی مرتب شگفتہ ہی شگفتہ، کراچی، دبستان وارثیہ 2008ء ص 109

6-قمر وارثی (مرتب) رفعتیں کراچی، دبستان وارثیہ 2003ء ص 85

7-قمر وارثی (مرتب) کیف آفرین تابانیاں، کراچی دبستان وارثیہ 2007ء ص 84

8-قمر وارثی (مرتب) کیف آفرین تابانیاں، کراچی، دبستان وارثیہ 2007ء ص 47

9-قمر وارثی (مرتب) کیف آفرین تابانیاں کراچی، دبستان وارثیہ 2007ء ص 191

10-عاصی کرنالی، فلیپ سورج زمین پر، کراچی، حم اکیڈمی 1989ء

11-سحر انصاری، فلیپ، سورج زمین پر، کراچی، حم اکیڈمی 1989ء

12-قمر وارثی (مرتب) مالک ارض و سماء، کراچی، دبستان وارثیہ 1999ء ص 159

13-محمد علی صدیقی، ڈاکٹر شیکسپیئری سونیٹ کا اردو روپ، خواب زدہ رت جگے از منصور غیر مطبوعہ

14-شاداب احسانی، ایک قدم اختیار سے باہر، سورج زمین پر، کراچی، حم اکیڈمی 1989ء

15-عارف منصور، چشم، خوش گماں، غیر مطبوعہ